ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت اسلامی اصطلاحات

وقت 5-7 منٹ

تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ کا استعمال

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

كَذٰلِكَ اَرۡسَلۡنٰكَ فِىۡۤ اُمَّةٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهَاۤ اُمَمٌ لِّـتَتۡلُوَا۟ عَلَيۡهِمُ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَهُمۡ يَكۡفُرُوۡنَ بِالرَّحۡمٰنِ‌ؕ قُلۡ هُوَ رَبِّىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ مَتَابِ۔

(الرعد:31)

اسی طرح ہم نے تجھے ایک ایسی اُمّت میں بھیجا جس سے پہلے کئی اُمتیں گزر چکی تھیں تا کہ تُو اُن پر وہ تلاوت کرے جو ہم نے تیری طرف وحی کیا حالانکہ وہ رحمان کا انکار کر رہے ہیں۔ تو کہہ دے وہ میرا ربّ ہے۔ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ اُسی پر مَیں توکّل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ‌ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا (الاحزاب:4)

اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔

قادر ہے وہ بارگہ۔ ٹُوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے

سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ کا استعمال۔

تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ کے معنی ہیں مَیں اللہ پر توکّل کرتا ہوں اور جب طبیعت کے برعکس کوئی Feeling محسوس ہو تب یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ توکل کے لفظی معنی ”کسی معاملہ میں کسی ذات پر اعتماد کرنا“ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو صرف اللہ ہی کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ایک مومن کو یقین ہونا چاہیے کہ دنیوی واُخروی تمام معاملات میں نفع ونقصان کی مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس کے حکم کے بغیر کوئی پتا بھی نہیں ہل سکتا، ہر چھوٹی بڑی چیز اپنی زندگی کی بقا کے لیے خدا تعالیٰ کی محتاج ہے، غرض یہ کہ اللہ پر مکمل اعتماد کرکے دنیاوی اسباب اختیار کرنا توکّل علیٰ اللہ ہے۔ کسی بھی کام کو کرنے کے لیے بیشک دنیاوی اسباب اختیار کیے جاتے ہیں لیکن ایک مومن کو اپنے خدا پر مکمل یقین اور توکّل ہونا چاہیے کہ اگر خدا کا حکم ہو گا تو یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں کہ اللہ خود ہی اس کام کو سرانجام دے گا یا یہ کام خود بخود ہو جائے گا یہ توکّل نہیں۔ کسی کام کے لیے مختلف ذرائع ووسائل کا استعمال کرنا منشائے شریعت اور حکمِ الٰہی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسباب ووسائل کو اختیار بھی فرمایا اور اس کا حکم بھی دیا، خواہ لڑائی ہو یا کاروبار، ہر کام میں حسب استطاعت اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہے، لہٰذا جائز وحلال طریقہ پر وسائل کو اختیار کرنا، پھر اللہ کی ذات پر کامل یقین کرنا توکّل علیٰ اللہ کی روح ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام توکّل علیٰ اللہ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

”توکّل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کئے ہوئے ہیں ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا! تو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں۔ جو ان اسباب کو بھی برباد اور تہ وبالا کر سکتے ہیں، ان کی دست برد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہنچا۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 146، ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعودؑ ایک موقع پر جماعت کو نصیحت فرماتے ہیں کہ

”انسان کو چاہئے کہ تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دیوے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ بھروسہ کے یہ معنی نہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دیوے بلکہ یہ معنی ہیں کہ تدبیر پوری کر کے انجام کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑے اس کا نام توکّل ہے۔ اگر وہ تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکّل کرتا ہے تو اس کا توکّل پھوکا (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگا اور اگر نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے اور اللہ پر توکّل نہیں کرتا تو وہ تدبیر بھی پھوکی (جس کے اندر کچھ نہ ہو) ہوگی۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 566، ایڈیشن 1988ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وسائل استعمال کرنے اور اللہ پر توکل کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

”پہلے یہ مختصر اً بتادوں کہ توکّل کہتے کسے ہیں؟ کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے کو؟ کچھ کام نہ کرنے کو؟ اور صرف یہ کہنا کہ ہم بیٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری ضروریات پوری کر دے گا۔ یہ توکّل نہیں ہے۔ بلکہ تمام وسائل کو بروئے کار لا کر، استعمال کر کے پھر اللہ تعالیٰ پر انحصار کرنا اور اس کے آگے جھکنا، یہ توکل ہے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 8 ، اپریل 2005ء)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا اونٹنی کو باندھ کر توکّل کروں یا بغیر باندھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باندھو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔“

(سنن ترمذی،کتاب صفة القیامة)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ” اگر تم اللہ پر توکّل کرتے جیسے توکّل کا حق ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس طرح رزق دیتا جیسا کہ پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح سویرے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔“

(ابن ماجه ابواب الزهد باب التوکل والیقین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ یعنی مَیں اللہ کا نام لے کر گھر سے نکلتا ہوں اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور نہ کسی بھی کام کی قدرت میسّر آسکتی ہے نہ قوت، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تو نے ہدایت پائی، تیری کفالت کر دی گئی، تجھے ہر شر سے بچا دیا گیا اور شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خدا پر اس قدر یقین تھا اور توکّل تھا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ آپؐ نے توتوکّل کے اُس وقت بھی اعلیٰ معیار قائم کئے تھے جب آپؐ کے ساتھی کمزور تھے اور دشمن کے مقابلے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ آپؐ نے تو اس وقت بھی توکّل کے نمونے دکھائے جب آپؐ اکیلے تھے اور اکیلے ہی دوسرے شہروں میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ آپؐ کو تو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ تھا اور توکّل اور یقین تھا کہ آخرکار جیت میری ہی ہونی ہے اور آپؐ نے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق یہی آواز بلند کی قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ (الرعد:31) کہ تُو کہہ دے وہ میرا ربّ ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں، اسی پر مَیں توکّل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہمیں یہی پتہ چلتا ہے کہ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی جس سے آپؐ کے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوتی تو آپؐ تمام ظاہری اسباب استعمال کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر معاملہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے طائف کے سرداروں کو تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے انہوں نے آپؐ پر بے انتہا ظلم کیا واپسی پر مکہ میں داخلے کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی اُس وقت بھی آپ کا اللہ پر بھروسہ ایک مثال ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب آپؐ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے جبکہ وہ آپؐ کو نکال چکے ہیں۔ اِدھر بھی رستہ نہیں ہے، اُدھر بھی رستہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شان توکّل سے جواب دیا کہ اے زید! تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی راہ نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار ہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کر کے رہے گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرداران قریش کو پیغام بھجوائے کہ

آپؐ کو اپنی پناہ میں لے کر مکّہ میں داخلے کا انتظام کریں۔ سارے سرداروں نے انکار کیا۔ آخر ایک شریف سردار مطعم بن عدی نے آپؐ کو اپنی پناہ میں مکّہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔

(ابن سعد۔ طبقات الکبریٰ۔ ذکر سبب رسول اللہؐ الی الطائف)

یعنی آپؐ نے تدبیر بھی کی، وسائل بھی کیے لیکن توکّل اپنے خدا پر ہی کیا اور اس یقین کے ساتھ کیا کہ ضرور مکہ میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ غارِ ثور کا واقعہ توکّل الی اللہ کی ایک شاندار مثال ہے۔ جب دشمن کو یہ پتہ لگا کہ آپؐ تو جا چکے ہیں۔ اور آپؐ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیٹے ہوئے ہیں تو اس وقت بڑے پریشان ہوئے اور پھر یہ لوگ جب آپؐ کی تلاش میں غار کے بالکل قریب پہنچ گئے اور اتنے قریب پہنچ گئے کہ ان کے قدم بھی نظر آنے لگ گئے تھے، ان کی باتیں بھی سنائی دینے لگ گئی تھیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ باتیں سن کر پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل کی ایک اَور شان نظر آتی ہے۔ آپؐ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو فرماتے ہیں کہ پریشان نہ ہو۔ فرمایا لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبۃ:40) کہ گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابو بکر! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

(بخاری کتاب المناقب باب ھجرۃ النبیؐ)

سامعین! اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور توکّل کی ایک اور مثال۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگی مہم پر گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ واپس آرہے تھے تو دوپہر کا وقت ہوا اور قافلہ ایک وادی میں پہنچا جہاں بہت سے درختوں کے جھنڈ تھے۔ تو آپؐ نے بھی وہاں پڑاؤ ڈالا اور مختلف لوگ مختلف جگہوں پر بکھر گئے۔ سائے میں بیٹھ گئے یا لیٹ گئے آرام کرنے لگے۔ آپؐ نے بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پہ لٹکا دی۔ (یہ عام واقعہ ہے اکثر نے سنا ہوگا) تھوڑی دیر بعد آپؐ کو کسی دیہاتی نے جگایا۔ ایک دیہاتی آپؐ کے پاس کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ آپؐ نے صحابہؓ کو آواز دے کر یہ سارا واقعہ سنایا کہ دیکھو! مَیں سویا ہوا تھا یہ دیہاتی آیا اور اس نے مجھے جگا کر کہا کہ بتاؤ! مجھ سے تمہیں کون بچائے گا۔ تو مَیں نے تین بار کہا اللہ، اللہ، اللہ۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں توکّل کا ایک خوبصورت اظہار آپ کے یہ الفاظ ہیں:

”جب مَیں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقینِ واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے“۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر216)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایمان باللہ جب کامل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو اس لئے یہ تعلیم دی وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ اور ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکّل کرتے ہیں۔ توکّل سے یہ مطلب ہے کہ ہم میں یہ بات پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں جس مطلب اور غرض کے لئے بنائی ہیں وہ اپنے نتائج اور ثمرات اپنے ساتھ ضرور رکھتی ہیں۔ اس لئے اس پر ایمان ہونا چاہئے کہ لابد ایمان کے ثمرات اور نتائج ضرور حاصل ہوں گے اور کفر اپنے بد نتائج دیئے بغیر نہ رہے گا۔ انسان بڑی غلطی اور دھوکا کھاتا ہے جب وہ اس اصل کو بھول جاتا ہے۔ اعمال اور اس کے نتائج کو ہرگز ہرگز بھولنا نہیں چاہئے۔ سعی اور کوشش کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔“

(خطبات نور جلد اوّل صفحہ 286)

حضرت عرفانی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت مسیح موعودؑ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور گئے ہوئے تھے۔ حضورؑ نے وہاں سے کہلا بھیجا کہ مولوی نورالدین صاحبؓ اور شیخ یعقوب علی صاحب فوراً پہنچ جائیں۔ چنانچہ ہم دونوں دو بجے دوپہر یکہ پر بٹالہ کی طرف چل پڑے۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت مولوی صاحب کہا کرتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ... مَیں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا“۔ آج ہم بے وقت چلے ہیں، پتہ لگ جائے گا کہ رات کو ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوتا ہے۔

بٹالہ میں مقامی جماعت کی طرف سے ایک مکان بطور مہمان خانہ ہوا کرتا تھا۔ اس میں ہم دونوں چلے گئے۔ حضرت مولوی صاحبؓ ایک چارپائی پر لیٹ کر کتاب پڑھنے لگ گئے۔ قریباً شام چھ بجے ایک اجنبی شخص آیا اور کہنے لگا: مَیں نے سنا ہے کہ آج مولوی نورالدین صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں۔ پھر آپؓ سے کہنے لگا: حضور! آج شام کی دعوت میرے ہاں قبول فرمایئے، مَیں ریلوے میں ٹھیکیداری کرتا ہوں اور میری ٹرین کھڑی ہوئی ہے اور مَیں نے امرتسر جانا ہے۔ میرا ملازم حضور کے لئے کھانا لے آئے گا۔ آپؓ نے فرمایا: بہت اچھا۔ چنانچہ شام کو اُس کا ملازم بڑا پُر تکلف کھانا لایا جسے ہم دونوں نے سیر ہو کر کھالیا۔ پھر ہم اسٹیشن کے ویٹنگ روم میں چلے آئے۔ گاڑی رات کے دس بجے کے بعد آتی تھی۔ میں نے آپؓ کا بستر کھول دیا تاکہ آپؓ آرام فرمالیں۔ جب بستر کھلا تو اس کے اندر سے دو پراٹھے نکلے جن کے ساتھ قیمہ رکھا ہوا تھا۔ مَیں سخت حیران ہوا کہ یہ خدا کی طرف سے اَور کھانا بھی آ گیا۔ پھر مَیں نے چلتے وقت اپنے دل کا حال حضورؓ کو بتایا تو آپؓ نے فرمایا: "شیخ صاحب اللہ تعالیٰ کو آزمایا نہ کرو اور خدا سے ڈرو۔ اُس کا میرے ساتھ خاص معاملہ ہے"۔

حضرت مصلح موعودؓ توکّل علی اللہ کے حقیقی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر توکّل کے یہ معنی ہوتے کہ عمل ترک کر دیا جائے تو پھر نماز اور روزہ وغیرہ کی اہمیت نہیں تھی۔ صرف زبان سے ایمان کا اظہار کرنا ہی انسان کو نجات دے دیتا۔ پس توکّل کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ سامانوں سے پوری طرح کام لے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائے اور اس سے کہے کہ اے خدا! جو سامان میرے اختیار میں تھے وہ تو مَیں نے سب اختیار کر لئے ہیں اب کوئی کمی رہ گئی ہے تو تُو خود پوری کر دے اور میری کوتاہیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کام کے نیک انجام پیدا فرما۔"

(تفسیر کبیر جلد7 صفحہ 443)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ پر کامل توکّل کرو گے اور توکّل کی شرائط پوری کرنے والے ہو گے تو پھر مَیں تمہارے لئے ایسے سامان پیدا کروں گا تمہاری ترقیات کے لئے تمہاری خواہشات کے پورا ہونے کے لئے اور تمہاری زندگی کے مقصد کے حصول کے لئے ایسے سامان مہیا کروں گا کہ جو نہ تم خود پیدا کر سکتے ہو اور نہ دنیا کی کوئی اور طاقت پیدا کر سکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم صرف مجھ پر ہی بھروسہ رکھو تا تم کامیاب ہو جاؤ اور تا اگر دنیا تمہیں ایذا پہنچانے کی کوشش کرے تمہیں دکھ پہنچانے کی کوشش کرے تو اس ایذا اور دکھ کی آگ میں سے خوبصورت گلاب کے پھول نکلیں جسے دنیا جلا دینے والی چیز سمجھ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں اس آگ کو تمہارے لئے بَرْدًا وَسَلٰمًا (الانبیاء:70) بنادوں گا۔

پس ہر ایک احمدی کو توکّل کے مقام سے اِدھر اُدھر نہیں ہٹنا چاہیے کیونکہ اسی میں ہماری زندگی ہے اسی میں ہماری بقا ہے اسی میں ہماری کامیابی ہے اور اسی میں سب خیر وبرکت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرتا رہے کہ ہم ہمیشہ صرف اسی پر توکّل رکھنے والے ہوں اور اس مقام توکّل سے ہٹنے والے نہ ہوں جس پر وہ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ (آمین)"

(خطبات ناصر جلد2 صفحہ 396)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ توکّل کے بارے میں فرماتے ہیں:

"توکّل ایک بڑی بنیادی صفت ہے۔ جو لوگ توکّل اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ آزمائشیں تو آتی ہیں اور یہ توکّل کا حصہ ہوتی ہیں۔ توکّل کے فلسفہ کے اندر آزمائشیں داخل ہیں۔ اگر توکّل سے یہ مراد ہو کہ اِدھر فوراً کچھ چھوڑا اور خدا پر توکّل کیا اُدھر فوراً وہ چیز میسّر آ گئی۔ یہ تو پھر دنیا کا قانون بن جائے گا۔ پھر تو ہر دنیا دار بھی اس توکّل کی طرف دوڑے گا۔ اس لئے اللہ کے بندوں کو دوسرے بندوں سے ممتاز کرنے کے لئے توکّل میں کچھ خفاء بھی ہوتا ہے۔ کچھ پردے بھی ہوتے ہیں۔ کچھ آزمائشیں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن انجام کار توکّل کرنے والے دوسروں کی نسبت کبھی پیچھے نہیں رہا کرتے۔ ہر بات میں آگے بڑھ جاتے ہیں۔"

(خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 329)

سامعین! پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے توکّل علی اللہ اور قبولیت دعا کے ہمیں کافی واقعات پڑھنے کو ملتے ہیں۔ یہاں خاکسار دو واقعات بیان کر کے اپنی تقریر کا اختتام کرتا ہے۔

2004ء میں افریقہ کے دورہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینن پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ نماز کے لیے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا۔ بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارے میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کے لیے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔ حضور انور نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا۔ دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد حضور انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہو گیا۔ مقامی احباب اس نشان پر بہت حیران ہوئے کہ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہو گئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہو گئے۔

اسی طرح کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک دن قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی پیشگوئی کے مطابق کل یہاں کا موسم شدید خراب ہے۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں ہیں اور کل صبح مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ مہمان بھی آرہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر فرمایا: ”جس مسجد کا سنگ بنیاد ہم رکھنے جا رہے ہیں وہ بھی خدا کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔“

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ تقریب سے فارغ ہو کر حضور انور واپسی کے لیے جب اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہو گئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو پھر مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔ تو یہ ایک نشان تھا جو حضور انور کی دعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔

(الفضل۔ دعا نمبر۔ 28 دسمبر 2015ء صفحہ 43 تا 45)

ہمارے پیارے آقا اپنی جماعت کو اللہ کے ساتھ جڑے رہنے اور دعائیں کرتے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یاد رکھیں کہ وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کیے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے۔ جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا...... پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)